بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالی کی بے شمار نعمتوں، نوازشوں اور احسانات میں سے ایک عظیم نعمت اولاد اور بچے ہیں۔اس نعمت کی قدر ذرا ان لوگوں سے پوچھ کر دیکھئے جو اس سے محروم ہیں۔ وہ اسے حاصل کرنے کے لئے اپنا کتنا قیمتی وقت اور کتنی دولت و محنت صرف کر چکے ہیں اور ابھی مزید خرچ کرنے کے لئے تیار ہیں۔

اولاد اللہ تعالی کی امانت ہیں۔ قیامت کے دن والدین سے ان کے بارے میں باز پرس ہوگی۔آیا انھوں نے اس ذمہ داری کو محسوس کر کے اس امانت کی حفاظت کی تھی یا اسے برباد کر دیا تھا۔

یہی اولاد جو ہمارے لئے زینت ہیں اگر دین اسلام پر ان کی تعلیم و تربیت نہ کی جائے اور انھیں اچھے اخلاق نہ سکھائے جائیں تو یہ رونق و جمال بننے کے بجائے دنیا و آخرت میں وبال بن جاتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ”تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں باز پرس گا۔ حاکم ذمہ دار ہے اور اپنی رعایا کے بارے میں اس

سے پوچھا جائے گا۔ مرد اپنے گھر کا ذمہ دار ہے، اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا‘‘۔ (متفق علیہ)

یہ امانت ایک ذمہ داری ہے جس میں کوتاہی کرنے یا ضائع کرنے سے اللہ تعالی نے خبردار فرمایا ہے۔ ارشاد باری ہے: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا قُوْا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ نَاراً وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ﴾ تحریم/٦ (اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں)۔

اپنے بچوں کو مفید تعلیم دینے سے غافل اور انھیں بے مقصد چھوڑ دینے والے والدین انتہائی برے انجام سے دوچار ہوتے ہیں۔ کیونکہ اکثر اولاد اسی طرح بگڑتی ہے۔ لوگ انھیں بچپن میں دین کے فرائض واحکام اور سنن وواجبات نہیں سکھاتے چنانچہ وہ بڑے ہوکر خود بھی کسی لائق نہیں رہتے اور اپنے والدین کو بھی کسی طرح کا فائدہ نہیں پہنچا سکتے بلکہ ان کے لئے الٹا دردسر بن جاتے ہیں۔

قابل مبارکباد اور لائق ستائش ہیں وہ والدین جو اپنے قیمتی اوقات میں سے کچھ وقت اپنے بچوں کی تربیت پر صرف کرتے ہیں۔ اپنے گھروں

میں اپنے بچوں کے سامنے قرآن وحدیث اور سیرت رسول ﷺ پڑھتے ہیں۔ان کے درمیان اسلامی ، ثقافتی اور علمی مقابلے رکھتے ہیں اور حفظ قرآن پر انھیں قیمتی انعامات دیتے ہیں۔

جو بدنصیب والدین اپنے بچوں کی تربیت میں کوتاہی کررہے ہیں بعد میں انھیں اپنی اس بھیانک غلطی کا احساس ہوگا لیکن اس وقت ندامت اور پچھتاوے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا لہٰذا ابھی سے انھیں ہوش کے ناخن لینا چاہئے اور اپنے بچوں کے تابناک مستقبل کے لئے ہمہ تن لگ جانا چاہئے۔ اللہ تعالی تمام مسلمانوں کو صالح اولاد عطا فرمائے اور انھیں اپنے والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔آمین

آئندہ سطروں میں تربیت اولاد سے متعلق چند بنیادی اصول ذکر کئے جارہے ہیں تا کہ اس ضمن میں اس سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔

ا۔اولاد کی تربیت کے لئے والدین کو مل کر ایک متفقہ منصوبہ اور متحدہ لائحہ عمل طے کرنا چاہئے۔ان میں سے کسی ایک کو بچوں کے سامنے کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی چاہئے جس سے بچہ کو یہ احساس ہو کہ ماں باپ میں باہم اختلاف ہے۔مثلاً جس وقت باپ بچوں کو سزا دے رہا ہو یا ان کی

تنبیہ کررہا ہو اس وقت ماں بچوں کے سامنے اس پر اعتراض نہ کرے۔ اگر باپ کی تنبیہ نامناسب ہو تو بچوں کی غیر موجودگی میں اس سے بات کرے۔

۲۔ اولاد کی تربیت میں سب سے اہم اور قابل لحاظ چیز ان کے دلوں میں اللہ کی عبادت و بندگی کا شعور پیدا کرنا ہے۔ یوں تو ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس فطرت کو انحراف اور ضلالت سے بچانے پر توجہ دینے اور اس کی مستقل نگرانی کی ضرورت ہوتی ہے۔

۳۔ بچہ کی تعلیم و تربیت، اس کے اخراجات، شب بیداری، نگرانی وتوجہ، اس کو خوش رکھنا اور اس سے دل لگی کی باتیں کرنا سب عبادت میں داخل ہیں بشرطیکہ آدمی ان سب پر اللہ سے اجر وثواب کی نیت اور امید رکھے۔ اولاد پر خرچ کرنا تو نہایت ہی باعث اجر ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اپنے اہل وعیال پر اجر وثواب کی نیت سے جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ اس کے لئے صدقہ ہے''۔ (متفق علیہ) یعنی اس میں صدقہ کا ثواب ہے۔

نیز ارشاد ہے: ''ایک دینار تم نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا، ایک دینار تم نے غلام آزاد کرنے میں خرچ کیا، ایک دینار تم نے مسکین پر صدقہ کیا، ایک دینار تم نے اپنے بیوی بچے پر خرچ کیا، اس میں سب سے زیادہ

ثواب اس دینار کا ہے جو تم نے اپنے بیوی بچوں پر خرچ کیا“۔(مسلم)

۴۔ تربیت کے معاملے میں اخلاص انتہائی ضروری ہے۔ اگر تربیت سے دنیا مقصود ہے تو پھر ساری محنت وتوجہ ثواب سے خالی ہو جاتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ کچھ لوگ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت پر بھرپور توجہ دیتے ہیں لیکن ان کا مقصد ڈگریوں اور عہدوں کا حصول ہوتا ہے۔ بے شک اچھی تعلیم سے ان کو یہ چیزیں حاصل ہو جاتی ہیں لیکن یہ ثانوی چیز ہے، اصل تو اللہ کی رضا اور اس کی خوشنودی ہے۔

بعض دین فراموش دنیا دار لوگ خالص دنیوی تعلیم پر اپنی توجہ مرکوز رکھتے ہیں نیز اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کی نیت ان کے دل میں کبھی نہیں ہوتی۔ اس کے برخلاف ایک دیندار انسان ڈاکٹری کی ڈگری بھی حاصل کرنے کی اگر کوشش کرتا ہے تو اس کی نیت یہ ہوتی ہے کہ وہ مسلمانوں کا علاج کرے گا جس سے ان کو کافر ڈاکٹروں کے پاس جانے کی ضرورت نہیں رہ جائے گی۔ ظاہر ہے کہ ان دونوں کی نیتوں کے فرق کے اعتبار سے دونوں کے ثواب میں بھی فرق ہوگا۔

اسی طرح بعض والدین اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک

صرف اس نیت سے کرتے ہیں کہ ان کے چھوٹے بچے ان کو دیکھیں پھر ان کے بڑھاپے میں اسی طرح ان کے کام آئیں اور ان کی خدمت کریں۔ اس سے دنیا کی محبت ظاہر ہوتی ہے۔

درحقیقت مومن اپنے والدین کے ساتھ نہایت اخلاص کے ساتھ اللہ کے حکم کی اطاعت سمجھ کر اور ثواب کی لالچ میں حسن سلوک کرتا ہے۔ دنیاوی اور نفسانی اغراض ومقاصد اس کے مدنظر نہیں ہوتے۔

تعلیم وتربیت، نان ونفقہ، ہنسانا کھلانا اور بچوں کو خوش رکھنا ہر ایک معاملہ اگر اخلاص کے ساتھ ہے تو ان شاء اللہ اجر وثواب ضرور حاصل ہوگا لیکن اخلاص کے بغیر کسی قسم کے اجر کی توقع رکھنا فضول ہے۔

۵۔اپنی محنت وکاوش اور عملی جدوجہد کے ساتھ ساتھ رب کریم سے دعائیں بھی کرنا چاہئے جیسا کہ انبیاء کی سنت رہی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا مذکور ہے کہ انھوں نے اپنی اولاد کے لئے شرک سے حفاظت کی دعا فرمائی۔

ارشاد ہے: ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَاالْبَلَدَ آمِناً وَّاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ﴾ ابراہیم/۳۵(اور [یاد کرو] جب

ابراہیم نے دعا کی تھی: اے میرے رب اس شہر [مکہ] کو پرامن بنادے اور مجھے اور میری اولاد کو بھی [اس بات سے] بچائے رکھنا کہ ہم بتوں کی عبادت کریں۔)

اسی طرح سورہ فرقان میں رحمان کے حقیقی بندوں کی جو صفات بیان کی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَاماً﴾ فرقان ۷۴/ (اور جو دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اپنی بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقین کا امام بنا۔)

دعائیں وہ قیمتی ہتھیار ہیں جس سے گمراہ ہدایت یاب ہوتے اور بگڑے ہوئے سدھر جاتے ہیں۔ آدمی کی محنت اور لگن کے ساتھ جب اللہ کی توفیق ونصرت شامل ہوجائے تو منزل بہت قریب ہوجاتی ہے۔

۶۔ رزق حلال کا اہتمام کرنا چاہئے۔ شبہات اور حرام سے بچنا چاہئے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: "ہر وہ جسم جس کی پرورش حرام سے ہوئی اس کا زیادہ حقدار جہنم ہے"۔ (صحیح الجامع للألبانی)

والدین کو اس غلط فہمی میں نہیں مبتلا رہنا چاہئے کہ صرف سود ورشوت اور چوری وڈکیتی ہی سے آیا ہوا مال حرام ہوتا ہے بلکہ لوگوں کے مال ناحق کھانا اوران کے حقوق ہڑپ کرجانا بھی حرام ہے۔ جوااور لاٹری سے آیا ہوا مال بھی حرام ہے۔لہذا ہر مسلمان کواس بات سے سختی سے بچنا چاہئے اور اکل حلال کی کوشش میں رہنا چاہئے ۔حلال تھوڑا ہونے کے باوجود بڑابابرکت ہوتا ہے۔

۷۔خود عملی نمونہ پیش کرنا تربیت کےلوازم میں سے ہے۔اگر بچہ اپنے باپ کو بےنمازی دیکھے گا تو وہ خود صلاۃ کی پابندی کیونکر کرے گا؟اگر بچی اپنی ماں کوفلمی گانے سنتے ہوئے پائے گی تو وہ خوداس سے کیونکر بچے گی؟

اگر ماں باپ نیک اور صالح ہوتے ہیں تو اللہ تعالی ان کی زندگی میں بھی اوران کی وفات کے بعد بھی ان کی اولاد کی حفاظت فرماتا ہے۔ چنانچہ سورہ کہف میں اللہ تعالی نے موسیٰ اور خضر علیہ السلام کے قصہ میں بیان فرمایاہے کہ خضر علیہ السلام نے ایک گرتی ہوئی دیوارکواجرت کے بغیر ٹھیک کردی، وجہ یہ تھی کہ وہ دیواردو یتیم لڑکوں کی تھی،اس دیوار کے نیچےان

کے لئے خزانہ مدفون تھا اوران کا باپ ایک صالح آدمی تھالہذا اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے چاہا کہ یہ دونوں یتیم اپنی جوانی کو پہنچ کر اپنا خزانہ نکال لیں۔

یہاں قابل غور نکتہ یہ ہے کہ باپ ایک صالح انسان تھا جس کی نیکی کا فائدہ اس کی وفات کے بعد اس کے بچوں کو حاصل ہوا۔

۸۔جس طرح ایک آدمی اپنے دنیاوی معاملات کی باریکیوں کے جاننے کا نہ صرف حریص ہوتا ہے بلکہ اس کے لئے بھرپور کوششیں کرتا ہے اسی طرح اسے تربیت کے عمدہ اصولوں اور طریقوں کی معرفت کے لئے بھی محنت کرنی چاہئے ۔باصلاحیت افراد سے مشورہ لینا چاہئے ۔تربیت سے متعلق کتابوں اور کیسٹوں کی تلاش کر کے ان سے استفادہ کرنا چاہئے۔

۹۔تربیت کی کامیابی کا ایک اہم عامل صبر ہے۔ بچہ کی رہنمائی پر صبر،اس کے سوالات اور چیخ وپکار پر صبر،اس کی بیماری پر صبر،ایسے کامیاب مدرسہ تک پہنچانے میں صبر جہاں قابل اور باصلاحیت اساتذہ پائے جاتے ہوں بھلے ہی گھر سے کتنا دور ہو،مسجد تک صلاۃ کے لئے لے جانے پر صبر، بچہ کو ازخود تعلیم دینے کے لئے کچھ وقت نکالنے پر صبر۔ واضح رہے کہ

صبر اور کلیجہ پر پتھر باندھے بغیر بعض چیزیں حاصل نہیں ہوسکتیں۔

۱۰۔کلمۂ شہادت کے بعد سب سے اہم فریضہ پنجوقتہ صلاۃ ہے۔ بچہ کے دل میں اس کی اہمیت اور عظیم قدر ومنزلت کا شعور واحساس بٹھانا چاہئے۔سات سال کا ہوتے ہی اسے صلاۃ کا حکم دینا چاہئے اوردس سال کا ہوجانے کے بعد کوتاہی کرنے پر سزا دینی چاہئے جیسا کہ حدیث میں موجود ہے۔اس عمر میں بچہ باپ کے ساتھ مسجد جاتے ہوئے بہت خوش ہوتا ہے۔ جو بچہ اس عمر میں صلاۃ کا پابند ہوجائے گا وہ بعد میں کبھی صلاۃ نہیں چھوڑ سکتا ہے۔

سات سال سے دس سال کی عمر یعنی تین سال کی مدت میں تقریباً پانچ ہزار سے زیادہ صلاۃ کا وقت آتا ہے۔ بھلا وہ بچہ جو پانچ ہزار صلاۃ پابندی سے پڑھ چکا ہو بعد میں اسے چھوڑ سکتا ہے!!

۱۱۔ بچوں کی خصوصی صلاحیتوں اور انفرادی امتیازات کی رعایت ضروری ہے۔ کچھ والدین بچوں کی صلاحیت اور مہارت کا نہ ہی اندازہ لگاتے ہیں اور نہ ہی انھیں مفید جگہ استعمال کرتے ہیں بلکہ انھیں بیکار ضائع ہونے دیتے ہیں جبکہ بعض بچے بڑے ذہین اور قوی حافظہ کے مالک ہوتے

ہیں ،دیکھتے ہی دیکھتے مختلف نظمیں اور اشعار بلکہ اشتہارات کے نعرے وغیرہ جیسی لغواور فضول چیزیں تک یاد کرلیتے ہیں اگران کی اسی صلاحیت کو کسی کارآمد چیز مثلا حفظ قرآن وغیرہ میں استعمال کیا جائے تو یہ دنیا وآخرت دونوں جگہ نفع بخش ہوگی۔

۱۲۔اللہ کی تعظیم ،اس کی محبت اوراس کی توحید بچوں کے دلوں میں بٹھانی چاہیئے۔عقیدہ کی غلطیوں پر انھیں ٹوکنا چاہیئے نیز امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ترغیب دیتے ہوئے اس کی عادت ڈالنی چاہیئے ۔اس طرح انھیں دین پر استقامت نصیب ہوگی۔

۱۳۔بچہ کی تربیت کرنے والے پرلازم ہے کہ غصہ پر قابو رکھے۔ جب تک بچہ دس سال کا نہ ہوجائے تب تک اسے کوئی سخت سزا نہ دے۔ اگرکبھی مارنے کی ضرورت پڑے تو مسواک یا چھوٹی چھڑی کا استعمال کرے۔دس چھڑی سے زیادہ نہ مارے۔ چہرہ یا شرمگاہ پر نہ مارے۔ مارتے ہوئے کوئی نام نہ نکالے۔

تربیت کا بہتر انداز یہ ہے کہ آدمی انعامات کا طریقہ اپنائے۔بچہ کے کردار کے مطابق اسے یا تو انعام سے نوازے یا انعام سے محروم

کردے۔

۱۴۔ بچوں کو اچھے دوستوں کی رہنمائی کرنی چاہئے اور برے دوستوں سے بچانا چاہئے ۔ان کو وقت برباد کرنے والی جگہوں اور بری تفریح گاہوں میں نہیں لے جانا چاہئے۔ بچوں کے دلوں میں شجاعت و مردانگی اور بچیوں کے دلوں میں عفت وحیا کا شعور پیدا کرنا چاہئے۔ اس حماقت میں مبتلا ہونے سے بچنا چاہئے کہ اسلامی تعلیمات سے دوری اور کنارہ کشی ہی تہذیب وتمدن ہے۔ ہمیشہ اس بات کا خیال رہے کہ آدمی کی پشت سے پیدا ہونے والی اولاد اوراس کی پیٹھ سے جنم لینے والا کوئی بچہ اپنے قول وکردار کے ذریعہ اللہ اوراس کے دین سے جنگ کرنے والا ہرگز نہ ہونے پائے۔

وباللہ التوفیق وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین

وصلی اللہ علی نبینا وسلم